ہے یعنی جو کسی غائب چیز پر ایمان کو اپنے ذوق مشاہدہ کے لئے ننگ سمجھتا ہوا سے آخری نقطہ سے لے کر اول تک تمام حقائق مذہب کا انکار ضروری اور دنیا کے تغیرات کو ذرات مادہ کے تفعلات کا نتیجہ سمجھنا لازمی ہے۔

لیکن لطف یہ ہے کہ مادیت کو اپنے درد کا مداوا سمجھ کر اختیار کرنا بھی غیب کے اعتقاد سے پورا چھٹکارا نہیں دیتا، اس لئے کہ ذرات مادیہ یعنی جواہر فروہ کے متعلق ان کے ماننے والے خود معترف ہیں کہ وہ بڑی سے بڑی خوردبین سے بھی دیکھنے کے قابل نہیں ہیں اور نہ اب تک ان کا مشاہدہ ہوسکا ہے۔ اور اسی طرح طبعیت کی طرف لو لگانے والوں سے پوچھو کہ تم نے کبھی طبعیت کو دیکھا بھی ہے؟ تو جواب نفی ہی میں ملے گا۔

دنیا لاکھ چکر لگائے لیکن اسے غیب کے سامنے سرنگوں ہونا ضروری ہے اور اس سے چھٹکارا ناممکن ہے۔ قرآن کریم نے صاف غیر مبہم لفظوں میں غیب کے عقیدہ کو اہمیت دی اور ارشاد کیا:

ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰـهُمْ یُنْفِقُوْنَ۔

''یہ کتاب قرآن مجید بے شبہہ ہے، وہ رہنما ہے متقین کا (متقین کون) وہ جو غیب پر ایمان لائے ہیں اور نماز کو قائم کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے اموال سے زکوٰۃ دیتے ہیں۔''

اس طرح ایمان کا رکن اعظم غیب کا اعتقاد قرار پایا اور وہی تمام اصول عقائد کا سنگ بنیاد اور اصل واساس ہے۔

اور اس بنا پر ایک صاحب مذہب اور ثابت العقیدہ مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی حقیقت کا اس بنا پر انکار کرے کہ وہ آنکھوں سے غائب ہے۔

جبکہ وہ کارساز عالم کے وجود کا اقرار کر چکا اور وہ غائب ہے انبیاء کی صداقت کو تسلیم کر چکا اور وہ اس کی آنکھوں کے سامنے نہیں روز حشر اور اس کے خصوصیات نیز جنت ودوزخ کا اقرار کر چکا حالانکہ وہ سب غائب ہیں۔ ملائکہ پر ایمان لا چکا اور وہ اس کی آنکھوں سے غائب ہیں۔ غرض قرآن مجید اور تعلیمات رسول کریمؐ کے تحت میں نامعلوم کتنی باتوں پر اسے ایمان لانا پڑا جو اس کے مشاہدہ سے بلند ہیں۔

اتنی غیبی باتوں پر ایمان لانے کے بعد بھی کیا اس کا موقع ہے کہ وہ کسی عقیدہ سے اس لئے روگردانی کرے کہ وہ مشاہدہ سے خارج اور غیب پر مبنی ہے۔ (جاری)

قطعہ

در مدح حجۃ الاسلام سید حسن نصر اللہ، قائد حزب اللہ، لبنان

اسیفؔ جائسی

پیروِ شبیرؑ حزب اللہ ہے احمدی سے جس کی رسم و راہ ہے
مر کے بھی زندہ رہیں گے وہ اسیفؔ غازیوں کے ساتھ نصر اللہ ہے